رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN,

الحکم قادیان

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

مسیح موعود نمبر

جلد ۳۸ | نمبر ۱۸/۱۹ | دور جدید جلد

چندہ

حکومت و والیان ریاست سے ما
حکام و امراء سے ۲۰
معاونین سے عہ
عوام سے صہ
ممالک غیر سے ۱۲

فی پرچہ مسیح موعود نمبر دو روپے
چار آنے

بابت ۲۱ و ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء

بتقریب یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء کو شائع ہوا۔

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی | مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہار مسرت

بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں آسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔

لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے اَللّٰھُمَّ اٰمین

خاکسار: مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی طابع و ناشر چھپ کر الحکم آفس، و لقیح تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)

کچھ اپنی نسبت

میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں کہ پھر اس سال بھی الحکم کا خاص نمبر شائع کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔ اگرچہ حضرت والد صاحب قبلہ نے اس نمبر کو پانچ ہزار کی تعداد کے ساتھ مشروط کر دیا تھا۔ لیکن انہوں نے میرے لئے اسقدر گنجائش چھوڑ دی تھی کہ باوجود اس کے اگر میں نکال سکوں تو وہ خوش ہوں گے۔ مینے بھی عزم کر لیا تھا کہ اگر ایک بھی زائد خریدار نہ ملے گا تب بھی میں اس نمبر کو شائع کروں گا۔ اور گذشتہ سال سے زیادہ صفحات پر شائع کروں گا۔ الحمد للہ میری محنت بر آئی۔ اور آج یہ نمبر شائع کرنے کے قابل ہو سکا۔

اس نمبر کی اشاعت میں مجھے اپنے سلسلہ کے معزز معاصرین سے بڑی مدد ملی۔ معزز معاصر الفضل نے خاص طور پر متعدد بار الحکم کے خاص نمبر کی اشاعت کی تحریک اپنی طرف سے کر کے۔ اور میرے مرسلہ اشتہارات کو شائع کر کے مجھے خاص طور پر شکریہ کا موقع دیا

اسی طرح معزز معاصر فاروق نے اپنی دو اشاعتوں میں اور معزز معاصر نور نے اپنی ایک اشاعت میں الحکم کے خاص نمبر کے متعلق لکھ کر نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی بلکہ اخوت و ہمدردی کا پورا ثبوت دیا

ان معاصرین کے سوا انچارج صاحب تحریک جدید نے بھی الحکم کی خریداری کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ جن کے لئے میں ان کے لئے بھی اپنے قلب میں جذبہ امتنان پاتا ہوں۔

ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے بھی اس موقع پر الحکم کے اس نمبر کی اشاعت کے لئے سفارش فرمائی۔ ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے الحکم کے اس دور میں ابتداء ہی سے الحکم کے ساتھ پوری ہمدردی برتی ہے۔

جس طرح سے ناظر صاحب تصنیف کو الحکم کی اشاعت کی طرف اس دور میں توجہ رہی ہے۔ اگر اسطرح بعض دوسرے ناظر صاحبان بھی توجہ فرماتے تو مجھے یقین ہے کہ الحکم کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہو جاتا

میں خاص کر ناظر صاحب دعوت و تبلیغ سے توقع رکھتا تھا کہ وہ بغیر میری کسی تحریک کے اپنے حلقہ اثر میں تحریک فرمائینگے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گوناگوں مصروفیتیں اس کے لئے اب تک مانع رہی ہیں

بہر حال ان تمام بزرگوں کے لئے میرے دل میں پورے طور سے شکریہ کا احساس ہے جنھوں نے اس مرحلہ پر میری مدد کی۔ اور حوصلہ افزائی کی۔

ان کی مساعی کی وجہ سے ہی الحکم کو اللہ نے

بعض آرڈر بذریعہ تار موصول ہوئے۔ جن احباب نے اس دفعہ اس کی شرکت میں حصہ لیا ہیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کے اموال میں برکت دے۔ اور انکو دین کی ہر ایک خدمت میں پیش پیش رہنے کی توفیق دے۔

اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ یہ نمبر پانچ ہزار طبع نہیں ہو رہا۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ میں اسے شائع کر رہا ہوں۔ اور ۳۸ صفحہ پر شائع کر رہا ہوں۔

گذشتہ سال حضرت والد صاحب قبلہ نے ایک

دوستانہ اور برادرانہ گلہ

اپنے قادیان کے علماء اور بزرگوں سے کیا تھا اور وہ الحکم کے لئے کوئی مضمون باوجود درخواستوں سے نہ لکھ سکے۔ انھوں نے لکھا تھا کہ حضرت

سلطان القلم کے ان خدام کی یہ بے اعتنائی قابل افسوس ہے۔

میں ۱۹۳۵ء کے نمبر کی اشاعت کے ساتھ اس افسوس کی تجدید کرتا ہوں ـــ سوائے ان دوستوں اور بزرگوں کے جنھوں نے میری درخواستوں پر باوجود مصروفیتوں کے توجہ کی اور مضامین ارسال کیئے

جزاھم اللہ احسن الجزا

الحکم کا سالانہ نمبر

میری ہمیشہ تمنا رہی ہے کہ میں حضرت والد صاحب قبلہ کی خواہشات کو پورا کرنے کے قابل ہوں۔

انھوں نے گذشتہ سال اعلان کیا تھا۔ کہ وہ

الحکم کا ایک سالانہ نمبر

شائع کرینگے۔ مگر وہ ان کے سفر اور بیماری کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا

میں نے عزم کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں اس سال الحکم کا خاص نمبر شائع کروں گا و باللہ التوفیق۔

میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ الحکم کا نمبر سو صفحے کا ہو۔ لیکن اگر میں سو صفحوں پر شائع نہ کر سکا۔ تو انشاء اللہ اس نمبر سے دو گنے حجم پر شائع کروں گا۔

میری کوشش یہ ہوگی۔ کہ الحکم کا یہ نمبر

مصور نمبر ہو

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کے بلاک بھی شائع کئے جائیں گے۔ اور کوشش کی جائیگی کہ سلسلہ کے چوٹی کے بزرگوں سے اس کے لئے مضامین حاصل کئے جائیں

میری کوشش ہوگی کہ یہ نمبر اپنی خوبیوں میں اس قسم کا نمبر ہو کہ **سلسلہ کی تاریخ میں وہ اپنی شان کا پہلا نمبر ہو۔**

لیکن میری مساعی اور کوششیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ جب تک جماعت کے بزرگ اس کی اشاعت میں اور اہل قلم اپنی قلم سے اور شعراء اپنی دماغ سوزی سے مدد نہ کریں

میں انشاء اللہ تعالیٰ اس نمبر کی اشاعت کے بعد جلد ہی دوسرے ہفتے سے سالانہ نمبر کی اشاعت کے لئے کام شروع کر دوں گا۔ و باللہ التوفیق

(محمود احمد عرفانی)

چندہ تحریک جدید کی یاد دہانی

جن احباب نے چندہ تحریک جدید کے اپنے وعدے کا اب تک ایفاء نہیں کیا ہے اور ابھی سے کسی دوست نے مطالبہ اب تک نہیں کیا۔ اگر کوئی دوست اس میں شریک ہونے سے اس وجہ سے رہ جاوے کہ اس سے چندہ تحریک جدید مانگا نہیں گیا۔ تو اس کی ذمہ داری بھی اسی پر عاید ہوگی۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ چندہ تحریک جدید میں زیادہ یاد دہانی نہیں کی جاوے گی۔ اور صدر انجمن کے چندوں کی طرح بار بار اصرار نہیں کیا جاویگا۔ ہاں انسان میں بھول جانے کا مادہ ہے۔ اسلئے حضور ایدہ اللہ کے حضور سے دفتر متعلقہ کو ہدایت ہے کہ ایک دو بار یاد دہانی کر دے۔ پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں ایک یاد دہانی ماہ مئی میں کر دی گئی ہے اور اب اخبار میں اعلان دیا جاتا ہے کہ ہر وہ مخلص احمدی جس نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور چندہ تحریک جدید کا وعدہ کرتے ہوئے اپنے اخلاص کا ثبوت دیا ہے، اپنے وعدہ کی رقم خود بخود داخل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا اور خوشنودی حاصل کرے۔ چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ باقی ان چھ ماہ میں چندہ تحریک جدید جلد سے جلد داخل کیا جاوے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خان

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

ان چار صفحات کے لئے میں نے ۲۵ روایات کا انتخاب کیا ہے۔ جو حضور کے ۲۵ صحابہ کے منہ سے بیان ہوئی ہیں ان روایات کا انتخاب میں نے ان روایات سے کیا ہے۔ جو سردار مصباح الدین احمد صاحب نے ذکر حبیب کی مجلسیں کرا کر جمع کی تھیں۔ میں اس قیمتی مدد کیلئے سردار صاحب کا شکرگذار ہوں۔ (ایڈیٹر)

۱

حضور کی دعا کا اثر

۱۸۹۶ء میں مجھے ٹائیفائڈ ہوا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اولین ٹیچرز میں سے میں ایک تھا ایک دن عشا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول مجھے دیکھنے کے لئے آئے (مفتی صاحب کا تعلق حضرت مولوی صاحب سے قرابت کے علاوہ دامادی کا تعلق بھی تھا)

مولوی قطب الدین صاحب حکیم بھی ساتھ تھے مولوی صاحب نے باہر جا کر کہا کہ یہ اب بچنے کا نہیں۔ میری سانس ٹوٹ رہی تھی۔ وہ دوڑی دوڑی حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوگئی۔ اور عرض کیا کہ فضل الرحمان آج بہت بیمار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے کہو کہ توجہ سے علاج کریں۔ وہ کہنے لگیں کہ مولوی صاحب تو ناامید ہیں حضرت نے فرمایا "ابھی تو میں نے اس سے بہت کام لینے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں اور جب وہ اچھا ہو جائے گا تو سر اٹھاؤں گا"

صبح کیوقت ماسٹر عبدالرحمان صاحب کو حضور نے بھیجا کہ جاؤ فضل الرحمان کا پتہ لاؤ۔ مجھے خبر دیگئی ہے وہ اچھا ہے۔

ماسٹر صاحب مجھے دیکھنے آئے۔ تو ان کو بتایا گیا کہ مجھے کئی خون کے دست آئے۔ پھر ان خون کے دستوں سے میری طبیعت کا رنگ بدل گیا۔ اور میں اچھا ہو گیا۔ تریاق الٰہی جو حضور نے ان ہی دنوں تیار کرایا تھا مجھے دیا اور میں عرصہ تک اسے کھاتا رہا۔

(نوٹ) حضرت مفتی صاحب کے حق میں وہ دعا ایسی سنی گئی کہ وہ بہت کم بیمار ہوتے ہیں۔ اور باوجود اسکے کہ ساٹھ سال سے اوپر ان کی عمر ہے۔ مگر وہ چالیس سال کے نوجوان معلوم ہوتے ہیں

(مفتی فضل الرحمٰن صاحب)

(۲)

تبلیغ ہر شخص کو کرنی چاہیئے!

کتاب "ست بچن" جب شائع ہوئی۔ تو تو اس کا ایک نسخہ سردار نارا سنگھ سکنہ ظفروال کو بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی تو شرابی ہے۔ فرمایا کچھ ہرج نہیں پہلے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں اور بعد میں اچھے ہو جایا کرتے ہیں۔

(منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری)

(۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی اور سادگی

میں بچپن میں ہی سلسلہ میں داخل ہوا تھا میں سکنڈ ایر کلاس لاہور میں پڑھتا تھا۔ تو وہاں سے مفتی صاحب اور مرزا ایوب بیگ صاحب عید کے موقعہ پر قادیان تشریف لائے تو میں بھی ان کے ساتھ قادیان چلا آیا۔ ہم دس بجے رات کے بٹالہ پہونچے اور رات ہی رات چلکر قادیان آگئے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مطب کی ایک کوٹھری میں ہم نے قیام کیا۔ اور زمین پر ہی سو رہے اگلے دن عید اور جمعہ دونوں کا اجتماع تھا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جبکہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں سالن ہوتا تھا۔ اور آبخوروں میں پانی پیتے تھے

حضور کا دستور تھا کہ جب تک لوگ کھاتے رہتے۔ آپ بھی آہستہ آہستہ کھانا تناول فرمانے میں مصروف رہتے۔ مگر نہایت کم کھاتے تھے۔ اسدن عید کے روز راجہ شیر محمد صاحب جو میرے دوست اور کلاس فیلو میرے ساتھ تھے۔ ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ مجھے آپ کے آنے کا علم نہ تھا۔ شیر محمد صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ مسیح موعود کون سے ہیں؟ حضور اسقدر سادگی پسند تھے میں حضور کی اس سادگی کی وجہ سے حضور کو پہچان نہ سکا۔ تب راجہ شیر محمد صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب اس عید پر یہاں موجود نہ تھے۔ اسلئے یہ عید مولوی محمد احسن صاحب نے پڑھائی۔ اس عید کے متعلق الہام تھا

ستعرف یوم العید والعید اقرب

(مولانا شیر علی صاحب)

(۴)

اشیاء مرہونہ کا استعمال جائز نہیں

شروع زمانہ میں ایک دفعہ میں آپ سے مل چکا تھا۔ امرتسر ریاض ہند کے مطبع میں آپ کے اکثر مضامین چھپا کرتے تھے۔ شیخ نور احمد صاحب اس کے بانی تھے۔ وہاں ایک مرادآبادی کاتب تھے ان کو ضعف جگر کی شکایت تھی۔ ایک دفعہ میں اس مطبع کے پاس سے گذرا۔ تو ان کو دیکھا اور حضرت صاحب کا ذکر بھی ان سے کردیا۔ اور پوچھا آپ بھی حضرت مسیح موعودؑ کو جانتے ہیں؟ وہ کہنے لگا میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور آپ کا معتقد ہوں آپ ان کا حال سنائیں

دوسرے دن جب میں ہال بازار کی طرف گیا تو وہاں ایک چارپائی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ شیخ محمد حسین صاحب کاتب بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ محمد حسین نے ذکر کیا حضور یہ عطر بھی ہے۔ میں کبھی کبھی اس کو لگا بھی لیتا ہوں آپ سونگھنا چاہتے تھے مگر پھر بغیر سونگھے واپس کردیا اور فرمایا کہ یہ تو رہن ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے جب روپیہ دے گا لے لیگا۔

(حکیم مولوی قطب الدین صاحب)

(۵)

دربار نبوت کی ایک صحبت کا تذکرہ

میں جب پہلی دفعہ قادیان حاضر ہوا مہمانخانہ میں اترا۔ اسوقت فلاسفر صاحب مہمانخانہ کے انچارج تھے۔ میرے پاس کوئی زیادہ سامان تو نہ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سوچنا شروع کیا کہ حضرت سے ملنے سے پہلے میں کس سے ملوں آخر پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ سے ملا

چونکہ پیر صاحب کے رشتہ دار کرنال میں رہتے تھے۔ اسلئے باتیں ہوتی رہیں۔ اُنھوں نے صبح کی نماز میں حضرت سے ملانے کا وعدہ کیا۔ میں نے کہا کہ اس وقت بھی کسی سے بھی ملاؤ۔ مسجد میں آکر مولوی عبدالکریم صاحب سے اُنھوں نے تعارف کرایا کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں پھر میں واپس چلا آیا ایک کتاب قیامت نامہ کو میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ اس میں اکثر مہدی کا ذکر ہوتا۔ مجھے اُمنگ ہوتی تھی کہ خدا کرے میں مہدی کا زمانہ پالوں اور اسے دیکھ لوں۔ وہ خزانوں کا تقسیم کرنیوالا ہوگا۔ ہمیں بہت کچھ ملے گا۔ میں مہدی کی اس تقسیم کو دل میں رکھے ہوئے تھا صبح کی اذان ہوئی اور پیر صاحب تشریف لائے۔ اور مجھے ساتھ لے کر مسجد کی طرف چلے۔ خونی مہدی کی داستانیں سُن کر میرے دل میں ایک خوف بیٹھا ہوا تھا۔ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ حضور دفعتہً مسجد میں تشریف لائے۔

حضور کے چہرہ مبارک کی طرف ایک نظر پڑتے ہی سارا خوف جاتا رہا۔ اور سارے شکوک رفع ہوگئے۔ اور دل نے چاہا کہ آپ سے لپٹ جاؤں

آپ نے پہلی بات جو کہی وہ یہ تھی کہ آپ کو سفر کی بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ آپنے خدا کی راہ میں بڑی قربانی کی۔ میں حضور کی قدر دانی کو دیکھ کر حیران ہوگیا۔

پھر پوچھا کہ آپ وہاں اکیلے ہیں؟ عرض کی کہ ہاں حضور! پھر فرمایا۔ آپ وہاں سلسلہ کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ مینے عرض کی کہ یہاں کے اشتہارات وغیرہ جو وہاں جاتے ہیں۔ ان کو خود پڑھتا ہوں اور دوستوں کو سناتا ہوں۔

پھر حضرت اقدس نے پیر صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ آپکے ملک کے ہیں آپ ان کے مزاج سے واقف ہوں گے۔ اسلئے ان کی مہمان نوازی آپکے ذمہ ہے۔ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اسی اثناء میں ایک نابینا لڑکا یہ سُن کر کہ حضرت کھڑے ہیں آگے بڑھا۔ اس نے حضور کا ہاتھ پکڑ کر اسلام علیکم کہا اور بہت لمبا قصہ بیان کرنے لگا۔ حضرت اطمینان سے کھڑے ہوکر قصہ سنتے رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے حکم دیا کہ حافظ کو پکڑ لاؤ۔ مگر نابینا نے حضرت کا ہاتھ نہ چھوڑا۔ جب وہ حضرت کے پاس بیٹھ گیا تو ایک چونی نکال کر نذرانہ پیش کیا حضور نے جیب سے رومال نکال کر چونی کو اس میں باندھ لیا۔ اور پھر حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پہلے تو اس نے حضور کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ مگر اب حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر نماز ہوئی نماز کے بعد جلدی ہی سیر کے لئے تشریف لا ئے۔ مجھے پہلے سے پیر صاحب سے معلوم ہو چکا تھا کہ فلاں فلاں وقت حضور سے بات چیت ہو سکتی ہے۔

آپ مسجد مبارک کے نیچے کھڑے تھے کہ شور ہوا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضور کی رفتار بہت تیز ہوتی تھی۔ مولوی صاحب پیچھے رہ جاتے تو آپ ان کا انتظار کرتے تھے۔ باہر جاکر بہت سی باتیں فرماتے۔ لوگ سوال کرتے تھے آپ تقریر شروع فرمادیتے۔ میں دوڑ دوڑ کر ساتھ رہتا۔ میں نے کہا کہ حضور لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کیوں کر پھیلے گا؟ لیکن اس بستی کا ایک انسان کہتا ہے کہ ایسا ہوگا۔ بھلا لوگوں کو کیسے حضور کی صداقت کا یقین آئے۔؟

اس روز حضور بسراواں کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور نے دوران گفتگو میں فرمایا کیا معلوم نہیں ہمارا الہام ہے

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

الغرض اسی طرح باتیں کرتے ہوئے تشریف لے آئے۔ رات کو بعد از مغرب فرمایا:-

"خدا نے جب مجھے الہام کیا تو بعض بادشاہ جو گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے مجھے دکھائے گئے تھے جو کم سن بعمر دس بارہ سالہ نظر آتے تھے۔ کیا اسوقت دیکھنے والا مان سکتا ہے کہ بادشاہ بھی اِدھر رجوع کرینگے۔ مگر خدا کی باتیں پوری ہوں گی۔ مجھے کامل یقین ہے۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ جیسے جب فتح مکہ کی پیشگوئی سنائی گئی تو مخالف انکار کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کامل تھا کہ ایسا ہوگا۔

پس جب فتح مکہ ہوا۔ اور مکہ کے لوگ قید ہوئے۔ تو آنحضرتؐ سے ان لوگوں نے عرض کی کہ آج تو آپ بہت خوش ہوں گے جبکہ آپکے دشمن پا بہ زنجیر آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ آپنے فرمایا مجھے تو آج سے قبل یہ سارا واقعہ دکھا یا گیا تھا۔ آج کوئی نئی بات نہیں دکھلائی گئی۔ پس ایسا ہی مجھے میرے خدا نے پہلے سے بتلا دیا ہے کون سے بادشاہ میری طرف رجوع کرینگے۔ مگر چونکہ وہ کمسن ہیں اسلئے وہ بالغ ہونگے اور حالات دیکھیں گے۔ برکت ڈھونڈنا ہماری وفات کے بعد ہوگا۔ کیونکہ کپڑوں سے برکت اُسیوقت ڈھونڈینگے جب ہم دنیا میں نہ ہونگے۔ کیونکہ کپڑوں سے برکت اُسوقت ڈھونڈھی جاتی ہے۔ جب کپڑوں والا نہ ہو۔" (میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق)

(نوٹ) حضرت میر صاحب کے اس تذکرے میں مورخین سلسلہ کے لئے حضور کی سیرت کا بہت بڑا مواد ملے گا۔ اسوقت کی صحبتوں کا پاک تذکرہ حضور کا اپنی کامیابیوں پر کامل یقین آج جبکہ احراری فتنہ بھڑک رہا ہے ہمارے لئے مشعل راہ بن سکے گا۔ (ایڈیٹر)

(۶)

حضور نے کن حالات میں کتابیں تصنیف فرمائیں

ایک دفعہ مینے عرض کیا کہ حضور آپ بوڑھے ہیں ضعیف ہیں۔ فرمایا:- ہاں ڈاکٹروں نے بھی کم کام کرنیکا مشورہ دیا ہے۔ مگر اس کے بعد ساٹھ کتابیں لکھی ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا:- مضمون لکھتے ہوئے جب بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ تو قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے۔ ہوش آنے پر پھر لکھنے لگ جاتا ہوں (حافظ محمد ابراہیم صاحب)

(نوٹ) اس مشقت کی مثال دنیا کے تصنیف میں کہیں نظر نہ آئے گی۔ (ایڈیٹر)

(۷)

حضور کا اپنے مخلصوں سے اخلاص

ایک دفعہ حضور ملتان تشریف لے گئے واپسی پر لاہور میں قیام فرمایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضور کے عاشق صادق اسوقت غائب تھے۔ فرمایا:- "نہ معلوم مفتی صاحب کیوں تشریف نہیں لائے" کسی نے عرض کیا کہ حضور وہ بیمار ہیں۔ آپنے اسیوقت مفتی صاحب کا پتہ دریافت کیا۔ اور مفتی صاحب کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور مفتی صاحب کو ہر طرح تسلی دی (مولوی فضل الٰہی صاحب)

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے یہ سلوک کبھی خدام کو بھول نہیں سکتا مفتی صاحب اپنے غریب خانہ پر خدا کے مامور و مرسل کو دیکھ کر کس قدر خوش ہوئے ہونگے۔ اس مسرت کا اندازہ لگانا آج آسان نہیں۔

حضرت مفتی صاحب اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اب بھی بیمار ہوکر لاہور میں تشریف فرما ہیں۔ ان کی آنکھیں آج بھی اس مجسم شفقت کو ڈھونڈھتی ہوں گی مگر کہاں!

حضرت مفتی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے ہیں۔ احباب لاہور کا فرض ہے کہ وہ ان ایام میں ان کی عیادت کریں اور ساری جماعت کا فرض ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب کی صحت کے لئے پورے اہتمام و التزام سے دعائیں کریں (ایڈیٹر)

(۸)

حضور کی دعا سے قوت بیانیہ بڑھ گئی

مولوی کرم دین کے مقدمہ میں حضور گورداسپور میں تشریف فرما تھے۔ میں صبح کیوقت گورداسپور پہنچا حضور لیٹے ہوئے تھے میں حضور کے پاؤں دبانے لگا مجھے چونکہ اپنے بزرگوں کے پاؤں دبانے میں ایک خاص مہارت حاصل تھی اس لئے حضور نے میرے پاؤں دبانے پر اپنے رخ انور سے کپڑا ہٹا کر مجھے دیکھا۔ اور خاص طور پر مصافحہ کیا۔ مینے عرض کی کہ حضور آپ مجھے پہچانتے ہیں آپنے ازراہ تلطف فرمایا کیا حافظ صاحب میں آپ کو نہیں پہچانتا؟ اُسدن اتفاق سے جمعہ تھا کسی نے عرض کی کہ حضور آج مولوی عبدالکریم صاحب تو نہیں ہیں پھر خطبہ جمعہ کون پڑھے گا۔ فرمایا حافظ صاحب جو ہیں۔ میں یہ سنکر کانپ گیا۔ اذان ہوئی مجھے بلایا گیا میں نے عرض کی کہ حضور آپ کی موجودگی میں میں کیسے خطبہ پڑھوں؟ فرمایا آپ خطبہ شروع کردیں میں آپکے لئے دعا کروں گا۔ الغرض مینے خطبہ پڑھا۔ اس تاریخ سے لے کر آجتک اپنے اندر محسوس کرتا ہوں کہ حضور کی دعا نے میری قوت بیانیہ کو بڑھا دیا

(حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی)

(۹)

قرآن سب سے بڑا وظیفہ ہے

حافظ نبی بخش صاحب نے ایک دفعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور حافظ نور احمد صاحب تو بہت وظیفے کرتے رہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ یوں ہی کہتے ہیں۔ میں تو سوائے قرآن شریف کے اور کچھ نہیں پڑھتا۔ حضور ہنس پڑے۔ اور فرمایا میاں نور احمد! تمہاری تو وہ مثال ہے کہ جس شخص کو دونوں وقت پلاؤ میسر ہو اسے اگر کہا جائے تم تو بڑا اچھا کھانا کھاتے ہو۔ وہ کہے کہ نہیں میں تو صرف پلاؤ ہی کھاتا ہوں۔ کیا قرآن سے بہتر بھی کوئی وظیفہ ہے؟

(حافظ نور احمد صاحب سیف اللہ چکوی)

(۱۰)

دعویٰ سے قبل کی زندگی۔

حضرت جب سفر پر جاتے تھے تو سواری کے لئے ایک گھوڑی سفید رنگ کی تھی۔ حضور جب قادیان سے چلتے تو مجھے اس پر سوار کرا دیتے۔ میں ہر چند انکار کرتا۔ لیکن حضرت مجھے سوار کرا دیتے۔ اور آپ ساتھ پیدل چلتے۔ ان مقدمات کے ایام میں جو والد صاحب نے اُن کے سپرد کر رکھے تھے۔ حضور وڈالہ تک مجھے سوار کراتے۔ اور پھر خود سوار ہو کر بٹالہ تک جاتے اور اسی طرح واپسی ہوتا تھا۔

(مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب)

(نوٹ) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب اسوقت حضرت کے خادم کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور یہ حضور کا طریق ایک ایسے شخص سے تھا جو حضور کا ذاتی خادم تھا۔ اور عمر کے لحاظ سے بھی وہ اسوقت کوئی بڑی عمر کے نہ تھے۔ (ایڈیٹر)

(۱۱)

حضور کو پیری مریدی کا شوق نہ تھا

ابتدائی ایام میں میں نے حضور کو لکھا کہ میں حضور کی بیعت کرنی چاہتا ہوں تو حضور نے لکھا کہ ہم کو بیعت لینے کا حکم نہیں ہے۔ آپ کسی اور سے بیعت کر لیں۔ (بابا رحیم بخش صاحب)

(نوٹ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی فطرت میں پیر بننے کی رغبت ہی نہ تھی۔ (ایڈیٹر)

(۱۲)

ایک بد اخلاق مولوی سے حضور کا اخلاق

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی ہندوستان سے آیا۔ نماز ظہر ہو چکی تھی۔ ماہ جون تھا۔ حضور نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے اور بہت سے خدام بیٹھے تھے کہ وہ مولوی آیا۔ حضور نے فرمایا آپ تشریف لائیے۔ وہ بیٹھنے نہ پایا تھا کہ اس نے گالیاں نکالنا شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ تم نے دین محمدی کو بگاڑ دیا ہے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ مولوی صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کے سب سوالات کا جواب دیا جائے گا۔ مجھے فرمایا کہ اندر سے مولوی صاحب کے لئے دودھ میں برف اور کیوڑہ ڈال کر لے آؤ۔ مولوی صاحب گرمی میں سے آئے۔ میں نے دودھ لا کر مولوی صاحب کو دیا مگر اُس نے پینے سے انکار کر دیا اور نہ پیا۔ اور برابر گالیاں ...... دیتا رہا۔ ایک نومسلم جو عیسائی سے مسلمان ہوا تھا۔ وہاں موجود تھا۔ اس سے صبر نہ ہو سکا۔ اور ایک تھپڑ لگا دیا۔ وہ مولوی فوراً اُٹھ کر چلا گیا۔

حضرت اقدس اس نومسلم پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اس مولوی کو کیوں مارا؟ وہ گالیاں تو ہمیں دے رہا تھا۔ اندر مولوی عبدالکریم صاحب بھی سن رہے تھے۔ مگر حضور کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے۔ حضور نے اس نومسلم سے کہا کہ اس کو ابھی جا کر واپس لاؤ۔ وہ شخص واپس لانے کے لئے گیا۔ بعد میں خود حضور تشریف لے گئے اور اُس مولوی سے فرمایا کہ آپ واپس چلیں۔ مگر وہ نہ مانا اور چلا گیا۔

(ملک غلام حسین صاحب)

(۱۳)

اپنے احباب کی قدر و منزلت

کرمدین کے مقدمہ کی واپسی پر حضور نے بعض کو حکم دیا کہ تم چھینہ اسٹیشن پر اُتر کر قادیان پہنچو۔ اور بعض کو یکوں پر آنے کا حکم دیا۔ اور بعض کو گڈوں کے ساتھ آنے کا حکم دیا۔ میں پیدل روانہ ہو گیا نہر کے قریب جب ہم پہونچے تو حضور علیہ السلام کا رتھ نظر آیا۔ حضور قضائے حاجت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب حضور واپس آ رہے تھے۔ تو ہم نے سوٹیوں پر چادر تان کر حضور کے لئے سایہ کر دیا۔ اور حضور سایہ میں چلنے لگے۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم پیدل آ رہے ہو۔ تم کو یکہ پر سوار ہونا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں پیدل چل سکتا ہوں۔ نہر کے دوسری طرف خلیفہ اول اور بہت سے اصحاب یکوں پر انتظار کر رہے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ تو حضور نے مجھے بُلایا اور حکم دیا کہ یکے پر بیٹھو۔ اور فرمایا کہ نہیں تم کو لازماً بیٹھنا پڑے گا۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔

(حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب المعروف بزرگ صاحب)

(۱۴)

کسی سے مفت کام کرانا پسند نہ کرتے تھے

مستری قطب الدین صاحب مرحوم بہت بڑے کاریگر تھے اسلحہ کے بنانے میں بھی بڑے ماہر تھے۔ انھوں نے فرمایا ایک دفعہ حضور نے مجھے سخت گرمی کے موسم میں بارہ بجے بُلوایا۔ حافظ حامد علی مرحوم بُلانے کے لئے آئے۔ میں اسیوقت حاضر ہوا حضور ایک اندھیری سی کوٹھری میں دروازہ بند کر کے تشریف فرما تھے آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اس ڈسک کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اس کی مرمت یہیں میرے پاس بیٹھ کر کریں۔ میں نے عرض کی کہ حضور دوکان پر لے جاؤں تو آسانی رہے گی۔ فرمایا دوکان پر لے جانے میں تو کوئی ہرج نہیں۔ لیکن اس میں میری پُرانی یادداشتیں ہیں اور اُن کی سب ترتیب میرے ذہن میں ہے۔ خالی کرنے سے ترتیب بگڑ جائیگی۔ اور مجھے تکلیف ہوگی۔ چنانچہ میں نے وہیں درست کر دیا۔ حضور بہت خوش ہوئے فرمایا اُجرت کیا چاہیئے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو خدمت دین کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں بھی اُجرت لیکر کام کروں۔ تو مجھے ثواب تو نہ ہوا۔ فرمایا یہ خیال مت کرو کہ ثواب نہیں ہوگا۔ ثواب ضرور ملے گا میں جانتا ہوں کہ آپکے دل میں اخلاص ہے۔ میرے گھر کے کاموں کا سلسلہ وسیع ہے۔ میں آپ لوگوں کو تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ کسی سے مفت کام لوں۔ آپ لوگوں کی خدمت تو میرے ذمہ ہے۔ یہ آپ لوگوں کا احسان ہے کہ مزدوریاں کرتے ہیں اور اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ اسطرح میرا بوجھ ہلکا کرتے ہیں

پھر فرمایا کہ آپ مجھ سے مزدوری دگنی لیا کریں مستری صاحب مرحوم نے فرمایا مگر میں نے اپنی مزدوری کبھی حضور سے دگنی نہیں لی۔

(۱۵)

موت زندگی میں تبدیل ہو گئی

میں ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے دیکھ کر تبلایا۔ کہ یہ شخص اب زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ سیدی مولائی! میرے لئے وہ دعا کریں جو حضور نے نواب صاحب کے بڑے لڑکے میاں عبدالرحیم کے لئے کی تھی۔ تا مجھے خدا آپ کی کامیابی دکھلائے۔ اور اس سے حصہ دلائے۔ حضور نے جواب دیا کہ میں نے آپکے لئے دعا کی ہے۔ تب میں نے اپنے دوستوں میں اعلان کر دیا کہ میں اب نہیں مروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا

(مولانا عبدالرحیم صاحب نیر)

(نوٹ) نیر صاحب کے حالات سے واقف جانتے ہیں کہ نیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے لمبی زندگی عطا فرمائی اور حضور کی کامیابیاں دیکھنے کا موقع دیا۔ اور لندن و افریقہ کے ممالک میں ان کامیابیوں میں بھی حصہ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں اور بھی برکت دے (آمین)

(۱۶)

حضور کی آخری گھڑیاں

رات کے پونے دو بجے احمدیہ بلڈنگ کے سامنے ٹانگہ کھڑا تھا۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب آئے تھے۔ حضور بیمار ہو گئے۔ جب ہمکو اندر بلایا گیا اُسوقت حضور کے کرب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ حضرت ام المومنین پاس ہی تشریف فرما تھیں فرمایا کہ

اے خدا یہ تو ہمیں چھوڑنے جلتے ہیں
مگر تو نہ ہم کو چھوڑ دیجیو۔

حضور نے پوچھا اذان ہو گئی۔ شادیخان صاحب نے کہا کہ ہاں حضور ہو گئی۔ حضور نے چادر پر مسح کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے اور نماز پڑھ لی۔

حضور نے ایک کاغذ لیا۔ اور جلدی سے لکھا کہ تکلیف بہت ہے آواز نہیں نکلتی۔ کچھ دوائی پلائی جاوے۔ تب انجکشن کیا گیا۔ دعا کے لئے ارادہ کیا۔ مگر رفع حاجت کی ضرورت [illegible] تھوڑی دیر کے بعد بھائی عبد[illegible] [illegible] ہی نہ دیا۔

کہا کہ میر صاحب

انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے اور محمد شادیخان صاحب۔ قریشی محمد حسین صاحب نے حضور کو آخری غسل دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

(میر مہدی حسین صاحب موزح)

(۱۷)

گھنٹہ بھر تک گالیاں سنتے رہے

سراج الدین فقیر لمبے بالوں والا۔ جو سجادہ نشین تھا آیا۔ پہلے تو نرمی سے باتیں پوچھتا رہا۔ پھر گالیاں نکالنی شروع کیں۔ ایک گھنٹہ تک برابر گالیاں دیتا رہا۔ آپ سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دیکر تھک گیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا بس یا کچھ اور بھی؟ (میاں سراج الدین صاحب مرحوم)

(۱۸)

مردوں کا زندہ کرنا

اچھر مل اور بھگت رام نے طاعون کے دنوں میں اعتراض کیا کہ مسیح مردے زندہ کرتا تھا۔ اگر یہ مسیح ہے تو مردے کیوں زندہ نہیں کرتا؟

میری بیوی کو ان دنوں سخت طاعون تھی اور مولوی محمد الدین صاحب بھی مبتلا تھے۔ حضور نے سن کر مجھے فرمایا کہ اسوقت ہماری جماعت میں دو مردے ہیں۔ میں دعا کروں گا تم بھی کرنا۔

خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے دونوں کو صحت ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں اب تک زندہ ہیں (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے آمین)

(ٹھیکیدار اللہ یار)

(۱۹)

حضور کی فراست

میرے والد صاحب سخت بیمار تھے۔ وہ سلسلہ کے سخت دشمن تھے اُنھوں نے چاہا کہ خلیفہ اول کو بلایا جائے میں جب اس غرض کے لئے قادیان آیا تو حضور اُسوقت خود بھی بیمار تھے۔ سخت درد کی شکایت تھی۔ مگر میرا سنکر مجھے اندر بلالیا۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ میں نے والد صاحب کے حالات سنائے۔ سن کر فرمایا مجھکو مولوی صاحب کے بھیجنے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر معاملہ دگرگوں ہوگیا تو کام خراب ہو جائے گا۔ مجھے یہ بدظنی ہوئی کہ شاید اپنی بیماری کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ مینے مولوی صاحب سے ذکر کیا وہ جانے پر رضامند ہوگئے۔ حضرت صاحب کو اجازت کے لئے رقعہ لکھا۔ مگر حضرت نے وہی جواب لکھدیا۔ تب مولوی صاحب نے فرمایا کہ عبداللہ عرب میرے نسخوں سے واقف ہے۔ اسے لے جائیں۔ میں خوش تو نہ ہوا مگر عبداللہ عرب کو لے گیا۔ اُنھوں نے نسخہ دیا۔ مگر میرے والد صاحب نے وہ نسخہ استعمال نہ کیا۔ تین چار دن کے بعد وہ فوت ہوگئے تب مجھے معلوم ہوا حضور نے مولوی صاحب کو کیوں نہ بھیجا

(عبدالرشید صاحب بٹالوی)

(۲۰)

حضور کا جود و سخا

میری والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں۔ حضرت نے اپنی زندگی میں کسی سائل کو خالی نہیں جانے دیا اگر کسی نے دوائی مانگی تو ساری شیشی دیدی خواہ اسپر دس بیس روپے ہی کیوں نہ خرچ آئے ہوں (مرزا افضل بیگ ہوشیارپوری)

(۲۱)

حضور کی دعا کا رنگ

ایک دفعہ میں حافظ حامد علی صاحب کے بھائی کے گاؤں میں گیا۔ اُنھوں نے ایک بچہ کو دیکھ کر کہا کہ یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے۔ میں نے کہا کہ کیسے؟ کہا کہ میرے گھر میں اٹھرا کی مرض تھی۔ میں حضور کے پاس عث کیونتت گیا۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ میری بیوی اٹھرا سے بیمار ہے حضور نے فرمایا کہ کل جمعہ کیونتت یاد کرانا۔ جمعہ سے واپسی پر مینے حضور کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی کہ حضور دوائی دیں۔ حضور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم بھی ساتھ دعا کرو۔ اور آمین کہتے جاؤ۔ اُنھوں نے کہا کہ میں تو تھک گیا۔ مگر حضور نہ تھکے۔ اس دعا میں حضور کے آنسو جاری ہوگئے حضور نے دوا بھی دی۔ اور پھر یہ بچہ پیدا ہوا۔ اور خدا کے فضل سے زندہ ہے۔

اس کے بعد لوگوں کو نسخہ دیا۔ تو ان کو فائدہ نہ ہوا کیونکہ دعا ساتھ نہ تھی۔

(ماسٹر عبدالرحمان بی۔ اے)

(۲۲)

حد درجہ کی چشم پوشی

مجھے پان کھانے کی عادت تھی۔ میں ایکدفعہ سیر کو حضور کے ساتھ گیا۔ آپنے بھی ازراہ نوازش پان طلب کیا۔ پان میں زردہ تھا۔ اس سے حضور کو تکلیف اور دوران سر کی۔ میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور مینے قلبی تکلیف محسوس کی۔ آپنے میری تکلیف کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ آپکے پان نے تو دوا کا کام دیا۔ طبیعت ہلکی ہوگئی۔

اللہ اللہ یہ اخلاق اور یہ چشم پوشی۔ بجائے عتاب کے میرے غم کو دور کرنے کی فکر میں لگ گئے

(منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی)

۲۳

عرب قاتل قتیل محبت ہوگیا

۱۸۹۴ء میں ایک عرب حضور کے قتل کا عزم لیکر لکھنؤ سے قادیان آیا۔ میرے ساتھ بٹالہ سے یکہ پر سوار ہوا۔ اور قادیان کی باتیں سننے لگا۔ اس نے ق کے لفظ پر اعتراض کیا تھا اور سختی سے اعتراض کرتا تھا۔ مگر حضور خندہ پیشانی سے جواب دیتے تھے ... میں تو ساتھ گیا۔ راستہ میں اُس کی تشفی ہوگئی۔ تب اُس نے اپنے منصوبے کا ذکر کیا۔

(حکیم دین محمد صاحب)

(۲۴)

دیوار کے مقدمہ کے دنوں میں

جب مخالفوں نے مسجد مبارک کے نیچے دیوار کھینچ دی تو احباب اور طلباء کو سخت تکلیف ہوئی۔ حضور نے طلباء کی خاطر گول کمرے کا دروازہ کھول دیا وہاں سے لڑکے گذر جاتے۔ کبھی خراس کی جگہ سے بھی گزرتے۔ پھر ہم نے شرط لگائی تھی کہ جب دیوار ٹوٹے گی تو پہلے ہم گزرینگے غالباً بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پہلے گزرے تھے۔

(قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی)

(۲۵)

بٹالہ کا سفر بہنس میں

ایکدفعہ بٹالہ جانا تھا۔ حضور کے لیے سواری کا انتظام نہ ہوا یعنی یکے کم تھے۔ تب حضور نے بہنس منگوائی اور جہانخانہ کے پاس اُس میں سوار ہوئے۔ ہم نہر تک ساتھ چلتے رہے نہر کے پاس اور سواری ملگئی۔ حضور بہنس کو چھوڑ کر اسمیں سوار ہوگئے (میاں احمد دین زرگر)

محبّت سرائے ما

(از جناب حسن صاحب رہتاسی)

ازبسکہ ہست اکبر و اعلیٰ خدائے ما ❊ بعد از خدا بزرگ ترین "مصطفائے" ما

آں مہدی و مسیح زماں "میرزائے" ما ❊ واں "نوردیں" کہ بود دوا و شفائے ما

"دارالاماں" مقامِ "بشیر" آمدہ حسن

"امن است در مکانِ محبّت سرائے ما"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت و سیرۃ کے تاثرات

حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی زبان سے

"الحکم" کے اس خاص نمبر میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم وصال کی تقریب میں شائع ہو رہا ہے۔ حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے تاثرات کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہ کر اور آپ کی پاک سیرت پر بصیرت افروز فکر کے بعد آپ کے قلب پر ہوئے۔ جو کچھ میں ذیل میں لکھوں گا یہ اس سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہیں آیا۔ جو میں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے دو مکتوبات کے مجموعہ کی صورت میں شائع کی تھی۔ ان تاثرات کے پڑھنے سے انسانی قلب پر ایک خاص اثر پڑتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **سیرت** کی بھی عجیب شان نظر آتی ہے۔ میں ان **تاثرات** کو اس لئے بھی شائع کر رہا ہوں کہ اس سے احباب کو اپنے سلسلہ کے ایک **عظیم الشان** اور **رفیع المرتبت** انسان کی یاد تازہ ہو۔ حضرت **مولانا عبدالکریم** ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو **امام الصلوٰۃ** اور **خطیب** مقرر فرمایا تھا وہ سلسلہ کا ایک **غیور فرزند** تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عشق و محبت میں خمیر کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ آپ کا نام

مسلمانوں کا لیڈر رکھا

میں ارادہ کر رہا ہوں کہ اس سال الحکم کا ایک خاص نمبر حضرت ممدوح کے حالات زندگی پر شائع کروں وباللہ التوفیق مجھے یقین ہے کہ احباب اس کے لئے ابھی سے اپنے خیالات کا اظہار اور اس کی اشاعت کے لئے درخواستیں بھیجیں گے۔ جو تاثرات ذیل میں دے رہا ہوں۔ وہ یقیناً ہمارے ایمان اور بصیرت کی ترقی اور اخلاقی اور روحانی بھلائی کا موجب ہوں گی بالآخر احباب سے درخواست ہے کہ وہ

مرحوم کی ترقی مدارج کے لئے خصوصیت سے دعا کریں

(عرفانی)

---

(۱)

خدانمائی کا وعدہ اور اس کا ایفاء

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے۔ ایک روز میر حسام الدین صاحب (مرحوم) کے مکان میں اسیر ھیوں پر چڑھتے تھے۔ آپ ٹھیرے اور پیچھے مڑ کر مجھے کہا کہ

مولوی صاحب! میرے ساتھ چلو میں خدا دکھا دوں گا

یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے۔ اور اب تک میرے دل میں اس کا گہرا اثر باقی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہو کر شہادت دیتا ہوں کہ بے شک میں نے **مرزا غلام احمد** (خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام اس پر ہو) کے ذریعہ **خدا کو دیکھا۔ اور یقیناً خدا کو دیکھا**"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے جس موقعہ کا ذکر فرمایا یہ ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ اس سال حضور نے امرتسر۔ لاہور۔ سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات کا ایک سفر فرمایا تھا۔ اور جس حقیقت اس شہادت کا اظہار آپ نے کیا یہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے۔ اور قادیان کی مسجد اقصیٰ میں یہ شہادت آپ نے ادا کی۔

حضرت مخدوم الملۃ نے اسی سلسلہ میں ایک دوسرے موقعہ پر اپنی شہادت دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

میں وہی نسخہ اور اصول بتاتا ہوں جس نے مجھے شفا دی ہے۔ میں نے قرآن بھی پڑھا تھا۔ مولانا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے طفیل سے حدیث کا بھی شوق ہو گیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں پڑھ لیا کرتا تھا مگر ان میں **وہ روشنی وہ نور معرفت نہیں وہ ترقی اور بصیرۃ نہ تھی جو اب ہے۔**

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے چند پہلو

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑے غور سے ہمیشہ دیکھا ہے مجھے اس زمانہ میں ایک ہی شخص متقیم نازو اور پورے پیمانہ سے تولنے والا نظر آیا

میں اپنے امام (ایدہ اللہ) کو ایسا رحیم۔ کریم حلیم۔ عفو دوست پاتا ہوں۔ کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔ میں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو ہو جاتا ہوں اور جس قدر عزت اور تکریم ہماری ہمارا امام کرتا ہے اور جس رافت اور رحمت اور محبت سے ہم سے سلوک کرتا ہے۔ ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں ہر بات میں اس کا ہاتھ اوپر پاتا ہوں۔ دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دلوں میں ایاس اعتقاد اور محبت پیدا ہو جائے

مجھ پر تو اس کے خاص فضل اور احسان ہیں میں سخت کمزور ناقص جلد ابتلا میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس سے (۱۸۸۸ء سے۔ عرفانی) اس تعلق کا

اس پاک انسان کے حلم اور کرم سے ہوا

ورنہ میں اپنی خو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں ٹھہرنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں۔ گفتار میں۔ اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں

اگر میرا امام پردہ پوش اور نرم خو نہ ہوتا تو میں کب کا ہلاک ہو چکا تھا۔

اس کے اغماض و حلم نے ہماری زود رنج چڑ جانے والی طبیعتوں کو کبھی موقع ہی نہ دیا۔

که کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اس کے اکرام اور احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ مبارک ہے وہ انسان جس نے ہمارے لئے ایسے انسان کو بھیجا (۱۰ر جون سنہ ۱۹۰۸ء)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو عشق و محبت تھی اس کا اندازہ ناممکن ہے لیکن کسی حد تک اس جذبہ محبت کا اظہار آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اسی جذبِ محبت کا اعتراف ایک اور مقام پر یوں فرمایا ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زند منم

حضرت اقدس کے کلام اور آپ کی زندگی کے واقعات میں ایسی بہت سی باتیں ملتی ہیں جو حضور کی عشق و محبت کا ایک مرقع ہیں۔ مگر میں یہاں ان تاثرات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس خصوص میں حضرت مخدوم الملۃ نے یوں فرمایا:-

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور یاد رکھو میں پورے شعور اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں۔ بے وقوفوں اور سفلوں کی طرح نہیں کہ میں جو اس پاک انسان کے پاس بیٹھا ہوں۔ وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا ہے وہ بات یہی ہے کہ اس پاک وجود میں خدا تعالیٰ کے پاک دین اسکی سچی اور مہیمن کتاب اس کے کامل اور خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بے نظیر غیرت پاتا ہوں۔ ہاں یہی عشق و محبت کی چنگاری ہے جس نے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس دل میں اس نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ مجھے بھی یہ حیثیت ایک مسلمان کے بلکہ ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے کلام مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اس کے لئے میرے دل میں ایک خاص قدر ہے۔ اور نہایت غیرت ہے۔ مگر میں نے خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا اور میں پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ

ایک بھی دل نہیں جو ایسا سوز اور ایسا عشق رکھتا ہو۔ جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دل کو ہے۔ دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیاں سہتا اور دکھ اٹھاتا ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔

(۴)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ کارنامہ

اس دن کی لذت اور ذوق سے میری روح آج تک بھری ہوئی ہے جبکہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یہ کہا کہ آپ ہی ایک ایسے رسول ہیں جن کا زندہ کارنامہ ہم دنیا میں پاتے ہیں

میری روح اس بات کے تصور سے خوش ہوتی ہے کہ آج ساری دنیا میں سایہ اور ظل کے طور پر خلق عظیم ہمارے امام ایدہ اللہ کو دیا گیا ہے یہ زمانہ اس قسم کا علمی زمانہ ہے کہ اگر کوئی الماری کو چلا دے یا چمچے اور گلہری کو سانپ بنا دے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے لوگ حیران تو ہو جائینگے مگر خدا کی عظمت و جلال اور گناہ اور ناپاکی سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ ابتدا میں قرآن کریم کا علمی اعجاز تجویز فرمایا تھا۔ اسی زمانہ میں جبکہ تشکیک کو کثرت ہوگئی۔ اور خدا پرستی اٹھ گئی۔ ایسا ہی تقاضا کیا ہے کہ قرآن کریم کے رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا جاوے۔ چنانچہ یہ معجزہ امام نے کلام قلم اور دوات میں رکھا ہے۔ یہ خدمت جو امام الزمان سے ہو رہی ہے وہی خدمت ہے جو قرآن کریم نے کی جیسے قرآن کی مزدوری غیر منقطع ہے۔ اسی طرح سلطان القلم کی مزدوری غیر منقطع ہے۔ اسیطرح سلطان القلم کے قلم کی مزدوری غیر فانی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیسا احسان ہے کہ جہاں قلم کا نشان دیا اس کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کا نشان عطا فرمایا تاکہ ظل اصل کے تابع ثابت ہو جاوے براہین احمدیہ میں یہ الہام پچیس برس سے درج ہے۔

"انک لعلیٰ خلق عظیم"

(مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علیٰ وجہ البصیرہ ایمان

میں ایک شخص ہوں جو خدا کے لئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعویٰ میں علیٰ وجہ البصیرۃ صادق ہوں اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب عرش عظیم کی پر ہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہوں گا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اندرونی اور بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب

کو ایسا ہی اور اسی طرح صادق اور منجانب اللہ پایا ہے جس طرح اور جس تجربہ سے اور رات دن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا شروع دعویٰ میں کوئی نشان نہ تھا۔ کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پُر فصاحت سورۃ نازل ہو چکی اور پڑھی جا چکی تھی جب راہ میں سُن کر امام الصادقین والمصدقین رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کو اٹھا اور اس راز کی کلید بجز اسکے کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو دائمی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آگئی تھی اسیطرح میں کہوں گا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں۔ غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے

حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق اُن دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں۔

اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اُن کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ ہر بات کو میں خدا کے لئے سنتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں۔ اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کی آوازوں کی طرف سے کان بہرے کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادۃً صریح ظلم پا کر یقین اور بصیرۃ میں کل یوم ھو فی شان نمایاں ترقی کرتا ہوں۔ کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستباز وں کی زبان پر اور آخری نبی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں (۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء)

(۶)

سیرۃ مسیح موعودؑ کے کچھ اور نمونے

میں بڑے فخر سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس پاک زندگی کا نمونہ ہم میں ہمارے امام ہمام علیہ السلام ہیں۔ یہ ہے ثبوت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا۔ آپ کے اتباع کی زندہ برکتیں ہر زمانہ میں موجود رہتی ہیں۔ میں اسوقت ایک نازک مقام پر کھڑا ہوں۔ اگر میں بایں حالت خدا کے گھر میں خدا کی کتاب ہاتھ میں لے کر خدا کے مسیح موعود کے حضور جھوٹ بولتا ہوں۔ تو پھر مجھ سے بڑھ کر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ

میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں۔

مجھے اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے - اور میرے دوست جانتے ہیں .... کہ یہ بجا فخر ہے کہ مجھے حضرت امام کی اندرونی زندگی سے زیادہ واقف ہونے کا موقعہ دیا ہے - اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے آپ کی صداقت پر بڑا بھاری یقین دلایا ہے - میں نے آپکے ہر معاملہ میں وہ استقامت - کوہ وقاری متانت اور سکینت - جمعیت اور طمانیت دیکھی ہے جو صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی -

ہتھکڑیوں کی دھمکی قتل کے منصوبے - قتل عمد کے جھوٹے مقدمے - کفر کے فتوے ناپاک اور خطرناک گالیوں کے اشتہار اور خطوط آئے - جن کو دیکھ کر اور سن کر انسان کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے - اور ایسی ایسی ناسزا باتیں پیش آئیں جو بڑے بڑے متین آدمی کو بھی حیران کر دیتی ہیں - مگر

کبھی دیکھا نہیں گیا کہ حضرت اقدس نے پیشانی پر بل ڈال کر اس اثناء میں کسی کی طرف دیکھا ہو۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بعض اوقات مکدر امور کیوجہ سے اداس ہوا ہوں - مگر حضرت کے پاک اور بشاش چہرے کو دیکھ کر طبیعت ایسی مسرور اور منشرح ہو گئی ہے - گویا بڑے عظیم الشان خوش بخش نظارہ کو دیکھا ہے -

غرض یہ پاک انسان گھر میں بیٹھا ہے جب بھی خوش - اور دوستوں کے درمیان ہے تو خوش و خورم - سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مکان کی تلاشی دلا رہا ہے - تو خوش و خورم

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ خلاف عادت فطرت منجانب اللہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی تو کہاں سے آئی -

تم دیکھو گے کہ جب یہ خدا کا مامور راہ چلتا ہے تو کس طرح پر متانت کے ساتھ نظر پست پادشہ گویا وقار اور متانت کا ایک پہاڑ ہے - تم نے کبھی نہ دیکھا ہو گا - کہ سنگ خطرت آدمی کبھی جمعیت کے ساتھ ایک رُخ کو جاتا ہے - مگر حضرت اقدس ہیں کبھی دائیں بائیں نہیں دیکھتے یہ قوت قلب اور سکینت بتاتی ہے کہ ایک معشوق ذوالجلال ایسا سامنے ہے کہ نگاہ اس سے ہٹتی ہی نہیں ۔ (۱۷ ستمبر ۱۹۰۰ء)

(عرفانی)

حیات النبی حصہ دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات

قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان

جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام

پاکیزہ سیرت کے چند واقعات

(از قلم صاحبزادہ مولوی عبد الوہاب صاحب عمر)

یہ مضمون اپنے اندر کئی رنگ رکھتا ہے - جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض پہلو اس سے نمایاں ہیں - وہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی سوانح اور سیرت کے بھی بہت سے پہلو نمایاں ہیں - نیز اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض مکتوبات بھی درج ہو گئے ہیں - الغرض صاحبزادہ عبد الوہاب صاحب نے باوجود اپنی تبلیغی مصروفیتوں کے الحکم کے خاص نمبر کے لئے ایسا اچھا مضمون لکھ کر ارسال فرمایا ہے - میں اسے شکریہ کے ساتھ خاص نمبر میں شائع کر رہا ہوں - (ایڈیٹر)

میرے مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس سیرت کے کسی پہلو پر جس نے تم پر گہرا اثر کیا ہو - کچھ لکھو - میں نے سوچا کہ استدلال و تاثرات کی بجائے حضور علیہ السلام کی سیرت کے واقعات جو مجھے والدہ محترمہ اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوئے ہیں لکھدوں چونکہ اول الذکر پہلو سے تو آئندہ نسلیں معلوم کیا کیا موشگافیاں کرینگی - مگر حضور کی سیرت کے سادہ واقعات پیش کر دیئے ہیں جو لطف ہے - وہ کسی اور بات میں کہاں -

حضرت خلیفہ اولؓ کی شادی

والدہ محترمہ نے بیان کیا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی پہلی بیوی سے کوئی نرینہ اولاد زندہ نہ تھی - نکاح ثانی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریک فرمائی اور فرمایا کہ لوگ اچھے گھوڑے کی بھی نسل لے لیتے ہیں میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا - ہماری خواہش ہے کہ آپ کی نسل باقی رہے - نکاح کی تحریک کے لئے حضور نے متعدد خطوط بھی حضرت مولوی صاحب کو تحریر فرمائے - حضور علیہ السلام شادی میں شریک ہونے کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے - نکاح کے متعلق حضور علیہ السلام کے بعض اقتباسات یہاں درج کرتا ہوں :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی اخویم مخدوم باالحق و مورد احسانات الٰہیہ سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ جب یہ خاکسار آپکی ملاقات کر کے آیا ہے - تب سے آپکے ہموم و غموم کی نسبت دن رات خیال لگا ہوا ہے - اور میرا دل بڑے یقین سے فتویٰ دیتا ہے - کہ اگر نکاح ثانی کا دلخواہ انتظام ہو جائے - تو یہ امر موجب برکات کثیرہ ہو گا - اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اس سے تمام کسل اور حزن بھی دور ہو گا - اور اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اولاد صالح صاحب عمر و برکت عطا کرے گا - لیکن اہلیہ ایسی چاہیئے جس سے موافقت تامہ کا پہلے سے یقین ہو جائے - نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آوے - جس سے گویا انھیں ایک قسم کا عشق ہو - ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی سو میں آپکے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نعمت عطا کرے - میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے - اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کا تقویٰ کا طالب ہو جیاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اسلئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے - جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو - اب قصہ کوتاہ یہ کہ اس نعمت کے لئے جلد سے جلد فکر کرنا چاہیئے - اور جو آپنے زبانی فرمایا تھا کہ اپنی برادری میں ایک جگہ زیر نظر ہے اس کی آپ اچھی طرح تحقیق و تفتیش کریں اور بچشم خود دیکھ لیں اور پھر مجھ کو اطلاع دیدیں - اور اگر یہ صورت قابل پسند نہ نکلے - تاہم اطلاع بخشیں تاکہ جا بجا اپنے دوستوں کی معرفت تلاش کی جاوے - الخ

(خاکسار :- غلام احمد از قادیان

۲۲ فروری ۱۸۸۶ء)

پھر ۲۹ فروری ۱۸۸۸ء کے ایک مکتوب میں حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"میرے نزدیک یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آپ نکاح ثانی کے امر کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ اس کو کسل و حزن کے دور کرنے کے لئے ضروری خیال کریں

اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ آپ کو نکاح ثانی سے اولاد صالح بخشے - میرا اس طرف زیادہ خیال نہیں ہے کہ کوئی اہلیہ پڑھی ہوئی ملے - میں یقین کرتا ہوں کہ مرد ہو یا عورت - مگر پاکیزہ ذہن اور فطرت سے عمدہ استعداد رکھتا ہو تو امیت اسکے لئے کوئی بڑی سد راہ نہیں جلدی صحبت سے ضروریات دین سے باخبر ہو سکتا ہے - ضروری امر یہ ہے کہ عفیفہ ہو اور حسن ظاہری بھی رکھتی ہو تو اس سے موافقت اور رغبت پیدا ہو جاتی ہے - آپ اس محل زیر نظر میں اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر لیں - اگر حسب دلخواہ

نکل آوے تو الحمد للہ ورنہ دوسرے مواضع میں تمامتر جد و جہد تلاش کرنا شروع کیا جاوے۔ بندہ کی طرف سے صرف کوشش ہے۔ اور مطلوب کو میسر کردینا قادر مطلق کا کام ہے۔ بہرحال اس عالم اسباب میں نیک جد و جہد پر نیک ثمرات مل جاتے ہیں۔ میں نے اب تک کسی دوست کی طرف اس تلاش کے لئے نہیں لکھا۔ کیونکہ آپ کی طرف سے قطعی اور یکطرفہ رائے مجھ کو نہیں ملی اسلئے مکلف ہوں کہ درمیانی خیالات کا جلد تصفیہ کرکے اگر جلد تلاش کی ضرورت پیش آوے تو مجھے اطلاع بخشیں؟

خاکسار غلام احمد از قادیان

اسکے بعد حضرت منشی احمد جان صاحب کی صاحبزادی صغریٰ بیگم سے نکاح کا فیصلہ ہوا۔ اس نکاح میں اور بھی بہت سی باتیں پیش آئیں۔ مثلاً میرے ماموں پیر افتخار احمد صاحب پکے حنفی خیال کے آدمی تھے اور حضرت مولوی صاحب ابتداء میں وہابیت کی طرف مائل تھے۔ مگر بالآخر یہ سب دقتیں دور ہو گئیں۔ اور آپ کا رشتہ ہو گیا۔ پہلی بیوی نے بہت بڑا منایا۔ اسکی تفصیل حضرت مولوی صاحب کے ان مکتوبات میں موجود ہے جو آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریر فرمائے۔ میں یہاں یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب مہاراجہ پونچھ کے پاس تشریف فرما تھے۔ مہاراج نے حضرت منشی احمد جان صاحب کی نیکی کی تعریف سن کر ان کو بلوایا تھا۔ حضرت منشی صاحب نے مہاراج کو لکھا کہ

"فقیروں کا امیروں کے دربار میں کیا کام"

اور یہ کہہ کر آنے سے انکار کر دیا۔ حضرت مولوی صاحب نے جب یہ بات سُنی تو آپ پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اور آپنے دعا کی کہ کاش میرا اس شخص سے تعلق ہو جاتے۔ یہ نکاح درصل اس دعا کا نتیجہ تھا۔ نکاح کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی صاحب کو لکھا۔

"عنایت نامہ پہنچکر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ میں اور آپ کی نئی بیوی میں اتحاد اور محبت زیادہ کرے اور اولاد صالح بخشے۔ آمین ثم آمین"

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی نسبت صدیقیت

حضرت خلیفہ اول رضؓ حضرت عمر رضؓ کی اولاد میں سے تھے۔ ایک واقعہ آپ نے ایک نہایت محبت و گداز میں بھرا ہوا خط حضرت مسیح موعود کو لکھا جس میں دعا کی درخواست کی تھی اور ایک بڑی مالی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا جس کے آخر میں لکھا "مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے" اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو لکھا:۔

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کمال اخلاص اور غالیت درجہ کی محبت ہے کہ باوجود نہ ہونے روپیہ کے آپ نے قرض لے کر روپیہ بھیجا۔ اور مجھے خارجاً معلوم ہوا ہے کہ پہلے بھی ایک دو مرتبہ آپنے ایسا ہی کیا جزاکم اللہ۔ کما آپ نے لکھا تھا کہ رفاقت اور دوستی میں مجھے آپسے نسبت فاروقی ہے۔ مگر میرے خیال میں آپکو نسبت صدیقی ہے۔ کیونکہ انشراح صدر سے ایثار مال اور رفاقت فرمانے تک مستعد ہونا بہت صدیقی تھی"

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ۔ محلہ اقبال گنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ لفظ کس طرح پورے ہوئے اور بالآخر خداوند تعالیٰ نے حضرت مولوی صاحب کو حضرت صدیق اکبر کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اول بنایا۔

حضرت مولوی صاحب کی آمد قادیان

حضرت مولوی صاحب وقتاً فوقتاً حضور علیہ السلام سے ملنے کے لئے قادیان آیا کرتے تھے۔ مگر ایک دفعہ جب آئے اور چند دن کے بعد جانے کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ پھر ایک دو روز کے بعد پوچھا تو یہی فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ حضرت مولوی صاحب پیچھے وطن میں مکان بنوا رہے تھے۔ ایک دو روز کے بعد پھر اجازت مانگی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے الہام کی بنا پر فرمایا کہ:۔

"مولوی صاحب اب وطن کا خیال چھوڑ دیں"

حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد ہم نے وطن کا خیال ایسا ترک کیا پھر کبھی وطن کا خیال آیا ہی نہیں۔ نواب بہاولپور نے بھی ایک دفعہ آپ کو کئی ہزار ایکڑ زمین پیش کی اور بلایا مگر آپنے انکار کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ تو کسی اور سرکار کے نوکر ہو چکے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ فرمایا کرتے تھے:۔

"ایک رات کے لئے بھی قادیان سے جانے کو دل نہیں چاہتا ہم کو تو کوئی ایک رات کے لئے لاکھ روپیہ بھی پیش کرے تو ہم قبول نہ کریں"

حضرت مولوی صاحب پھر جب بھی قادیان سے تشریف لے جاتے حضرت مسیح موعود کے حکم سے جاتے ایک دفعہ ایک مریض کے دیکھنے کو حضور علیہ السلام نے بٹالہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ اور ساتھ ہی فرمایا

"مولوی صاحب صبح آجائینگے نہ"

حضرت مولوی صاحب شام کے قریب بٹالہ پہنچے۔ مریض کو دیکھا۔ فرمایا میں رات کو ہی واپس جاؤں گا۔ اہل خانہ نے کہا کہ اسوقت سواری کا کوئی انتظام نہیں۔ آپ کل تشریف لے جائیں۔ مگر حضرت مولوی صاحب رات کے اندھیرے میں پیدل ہی روانہ ہو گئے۔ برسات کا موسم تھا کیچڑ میں کپڑے لت پت ہو گئے۔ پانیوں میں سے گذرتے صبح کی نماز میں حضور علیہ السلام کو مل گئے۔ یہ ہی وہ اطاعت ہے جس کی بنا پر حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا "یہ شخص میری پیروی اسطرح کرتا ہے جس طرح نبض دل کی پیروی کیا کرتی ہے۔"

حضرت مولوی صاحب سے مشورہ

میں نے سُنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر حضرت مولوی صاحب سے مشورہ پوچھا کرتے تھے مگر آپ قطعاً اپنی تجویزیں پیش نہ کرتے۔ اور جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے اس کی تائید کرتے جاتے۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے نام خط

ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب پر کوئی ابتلا پیش آیا۔ آپنے اپنی عام عادت کے مطابق اسکے متعلق خود حضرت مسیح موعود کو کچھ نہ لکھا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کو آپسے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ اور اسی تعلق کی بنا پر حضور علیہ السلام نے ایک تسلی نامہ مولوی عبد الکریم صاحب کو جو اس زمانہ میں کریم بخش کہلاتے تھے لکھا۔ انھوں نے حضرت حکیم الامتہ کو دکھایا:۔

مکرمی اخویم میاں کریم بخش صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ....

...... بیشک اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب نہایت قابل تعریف اخلاق سے متخلق ہیں۔ اور مجھ کو ان کے ہر ایک خط دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ان نادر الوجود مردوں میں سے ہیں۔ جو دنیا میں بہت ہی کم ہیں۔ صفت جوانمردی اور یکرنگی اور خلوص اور وفا اور ذو رنجیق ہونے کے اور باایں انشراح صدر اور غربت اور فروتنی اور تواضع ایسی ان میں پائی جاتی ہے کہ جس پر درحقیقت ہر ایک مومن کو رشک کرنا چاہیئے ذالك فضل الله يوتيه من يشاء میں خوب جانتا ہوں اور مجھے کامل تجربہ ہے کہ اللہ جل شانہ پر کوئی شخص اپنی صفات میں سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اور وہ محسنین کا ہرگز اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور ہاں یہ بات ہے کہ درمیانی زمانوں میں ابتلا کے طور پر کشف خیر میں کچھ توقف ہوتی ہے۔ مگر آخر رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے۔ اور مومن کو چشم گریاں کے ساتھ اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ربانی نیکی اور رحمت اور مروت اسکی نیکی سے بڑھ کر ہے۔ سو میں دلی اطمینان سے مولوی حکیم نور الدین صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ کاہربات میں امیدوار رحمت الٰہی ہوں خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ جس کے ہاتھ میں سب قدرتیں ہیں۔ نہایت غفور الرحیم ہے۔ وفادار بندے آخر اس سے اپنی مرادیں پاتے ہیں اس کا قدیم سے اپنے خالص بندوں کے لئے یہ ہی قانون قدرت ہے۔ درمیان میں کچھ کچھ خوف و حزن اُٹھا کر انجام کار فائز المرام ہو جاتے ہیں والسلام

غلام احمد از قادیان

۱۴ر مئی ۱۸۸۶ء

حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مکان میں

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت حضرت مولوی صاحب قادیان میں ٹھیر گئے تو حضور نے کمال محبت سے اپنے مکان کا ایک حصہ خالی کر دیا۔ اور آپ کو بلایا۔ اور پھر وفات تک کسی دوسرے مکان میں جانے نہ دیا۔ بلکہ وفات کے بعد بڑی مشکل سے اپنے مکان میں آئے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں:۔ ابتدائی ایام میں بعض دفعہ اپنے ہاتھ سے مولوی صاحب کے لئے بستر تک بچھا دیا کرتے تھے ہم پر اسقدر احسان اور شفقت فرماتے تھے۔ کہ قبر میں ہماری ہڈیاں بھی ان کے احسانوں کو یاد کرینگی۔

والدہ صاحبہ کو نصیحت

والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کیا کرتے تھے۔ کہ مولوی صاحب بہت قیمتی وجود ہیں۔ اور مجھے بہت عزیز ہیں۔ ان کی خوشی اور آرام کا خیال رکھا کرو۔ وفات سے دو تین ماہ پہلے مجھے لکھ کر دیا کہ میں بائیس ۲۲ روپے ماہوار تمہیں دیا کروں گا۔ حضرت مولوی صاحب